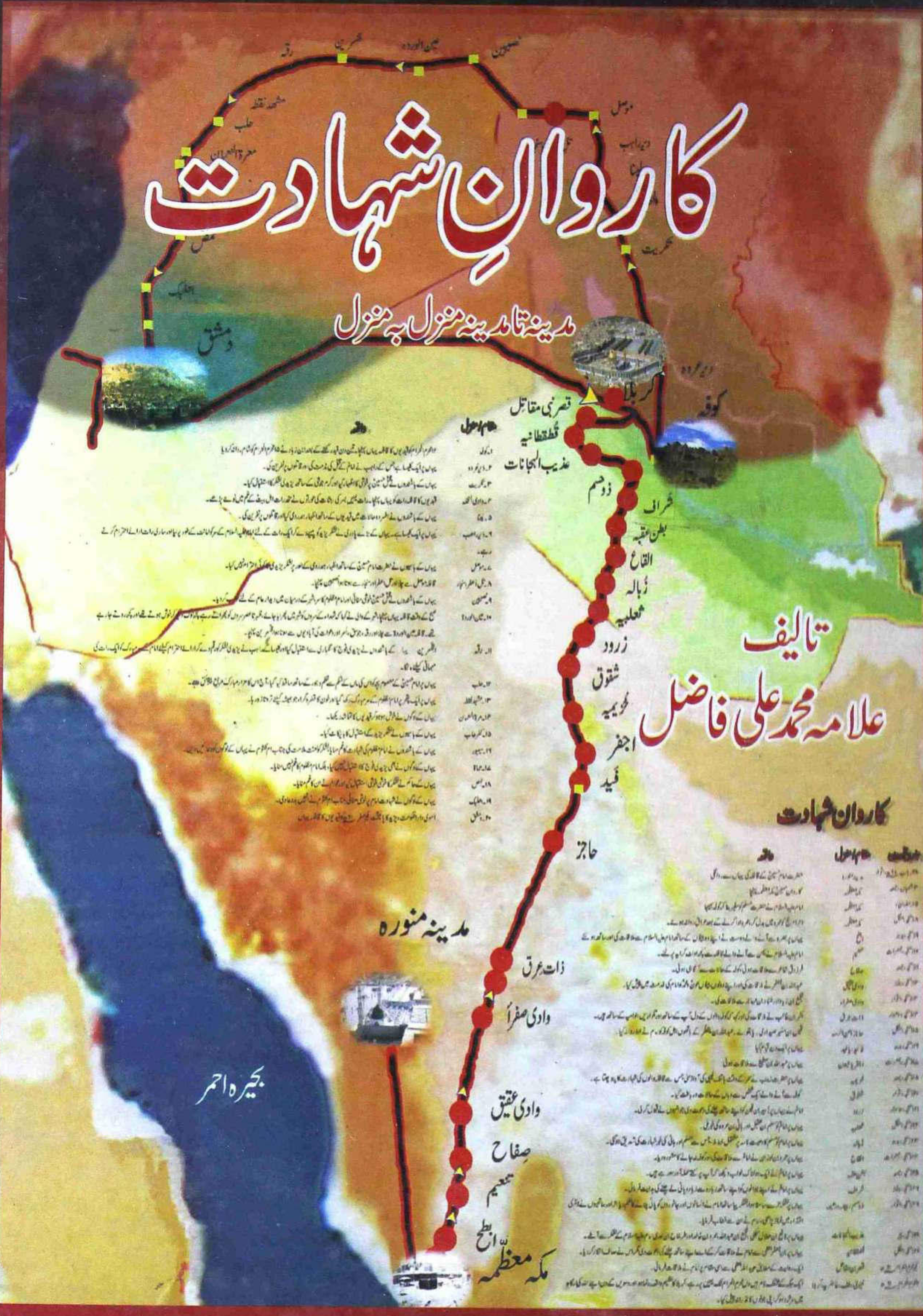
کاروانِ شہادت

مدینہ تا مدینہ منزل بہ منزل

تالیف

علامہ محمد علی فاضل



قال سیّد الشّهدآء ابو عبد الله الحسین علیه السلام :

............اِنَّما خَرَجتُ لِطَلَبِ الاِصلاحِ فِی اُمَّةِ جَدّی ....

کاروانِ شہادت

مدینه تا مدینه، منزل به منزل

HadiTV

تالیف

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ محمد علی فاضل مدظلہ العالی

ناشر:

مکتبۃ الہادی

جامعۃ الکوثر۔ اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف کتاب

نامِ کتاب: کاروانِ شہادت، مدینہ تا مدینہ، منزل بہ منزل

تالیف: حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ محمد علی فاضل

پیشکش: ہادی ٹی وی اسلام آباد مرکز

ناشر: مکتبۃ الہادی _ جامعۃ الکوثر اسلام آباد

تعاون: جامعہ امام جعفر صادق علیہ السلام (رجسٹرڈ)

راجن پور، پنجاب پاکستان

فنی تعاون: مہدی فاضل

ملنے کا پتہ: مکتبۃ الہادی - جامعۃ الکوثر سیکٹر H-8/2

اسلام آباد فون: 0333-6446072

اشاعت دوم: 2010ء

ہدیہ: -/350 روپے

خاندانِ عصمت و طہارت بھی رونے لگ گئیں، غرض خیام میں کہرام برپا ہوگیا اور بیبیوں نے جی بھر کر حضرت مسلم کی سوگواری کی امام عالیمقامؑ بھی سخت آزردہ خاطر ہوئے۔

نصرانی (عیسائی) مسلمان ہوگیا

مقتل کی بعض کتابوں میں ہے کہ منزلِ ثعلبیہ پر ایک نصرانی اپنی والدہ کے ساتھ امام کی خدمت میں حاضر ہوا، دونوں نے امامؑ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا اور پھر آپ ہی کے ساتھ راہی کربلا ہوگئے۔

۱۴۔ زُبالہ
(بدھ ۲۳/ذی الحجہ ۶۰ھ)

(تاریخ طبری، جلد ۷ ص ۲۹۴، ارشاد شیخ مفید ص ۱۲۳) میں ہے کہ زُبالہ ___ زاء کے پیش کے ساتھ ___ مکہ اور کوفہ کے راستے میں ''واقصہ'' اور ''ثعلبیہ'' کے درمیان ایک منزل کا نام ہے، جہاں پر بنی اسد کا ایک عظیم اور محکم قلعہ بھی ہے۔

کاروانِ امام عالیمقام نے بدھ ۲۳/ذی الحجہ ۶۰ھ کی صبح کو ''ثعلبیہ'' سے سفر کرنا شروع کیا اور اسی روز ''زُبالہ'' پہنچ گیا۔

یہاں پہنچنے پر محمد بن اشعث اور عمر بن سعد کی طرف سے بھیجے جانے والے قاصد نے آپؑ سے ملاقات کی اور مسلم کا خط آپ کی خدمت میں پیش کیا کیوں کہ حضرت مسلم نے بعنوانِ وصیت ان لوگوں سے کہا تھا کہ ان کا یہ خط حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں پہنچایا جائے۔

امام علیہ السلام نے خط پڑھا جس سے حضرت مسلم اور ہانی بن عروہ کی خبر شہادت کی تصدیق ہوگئی، بعض مورخین کے مطابق یہیں پر آپ کو اپنے قاصد عبداللہ بن یقطر اور قیس بن مسہر صیداوی کی خبر شہادت بھی ملی، امام علیہ السلام نے وہ خط اپنے تمام یار و انصار کو سناتے ہوئے فرمایا:

اما بعد: ''فَاِنَّهُ قَدْ اَتَانَا خَبَرٌ فَظِيعٌ قُتِلَ مُسْلِمُ بْنُ عَقِيلٍ وَّهَانِی بْنِ عُرْوَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُقْطُرِ وَقَدْ خَذَلَتْنَا شِيْعَتُنَا فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمُ الْاِنْصِرَافَ فَلْيَنْصَرِفْ لَيْسَ عَلَيْهِ مِنَّا

ذِمَامٌ"

امابعد: ابھی ہمیں مسلم بن عقیل، ہانی بن عروہ اور عبداللہ بن یقطر کی شہادت کی ہولناک خبر موصول ہوئی ہے، اور ہمارے ماننے والوں نے ہماری نصرت سے ہاتھ اٹھالیا ہے، اب تم میں سے جو شخص واپس جانا چاہتا ہے بڑی خوشی سے جاسکتا ہے، ہم نے اس کی گردن سے اپنا حق اٹھالیا ہے۔

شیخ مفید کے بقول:

"فَتَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْهُ وَاَخَذُوْا يَمِيْنًا وَّشِمَالًا حَتّٰى بَقِيَ فِي اَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ جَآءُوْا مَعَهٗ مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَنَفَرٌ يَّسِيْرٌ مِمَّنِ انْضَمُّوْا اِلَيْهِ"

ابھی خطبہ مکمل نہیں ہوا تھا کہ بے وفا لوگوں نے ادھر ادھر کھسکنا شروع کر دیا اور آپ کے ساتھ وہی خالص دوست باقی رہ گئے جو مدینہ سے ہمراہ ہوئے تھے یا کچھ لوگ جو راہ میں آن ملے تھے۔

امام علیہ السلام نے یہ اس لئے کیا تھا کیوں کہ بہت سے عربوں نے یہ سمجھ کر آپ کی معیت اختیار کی تھی کہ آپ فاتحِ خیبر کے فرزند ہیں دشمن سے جنگ کریں گے اس پر فتحیاب ہوں گے اور بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آئے گا ہمارے وارے نیارے ہو جائیں گے، لیکن جب انہیں معلوم ہوگیا کہ اصحابِ حسینؑ تو شہید ہو جائیں گے نہ جنگ میں فتح اور نہ مالِ غنیمت، تو وہ امامؑ کا ساتھ چھوڑ کر چلتے بنے

جیسا کہ ابھی بتایا جاچکا ہے کہ امام عالیمقامؑ کو اسی منزل پر اپنے قاصد عبداللہ بن یقطر اور قیس بن مسہر صیداوی کی شہادت کی اطلاع بھی ملی۔

قیس بن مسہر صیداوی کی شہادت کے واقعات منزل 'بطن الرمہ' کے حالات میں بیان ہو چکے ہیں، البتہ (کتاب انساب الاشراف جلد ۳ ص ۱۶۸، الامام الحسین واصحابہ ص ۱۶۷) میں عبداللہ بن یقطر کے حالات کچھ اس طرح ہیں کہ جب حضرت سید الشہداءؑ نے مکہ معظمہ روانگی کے بعد مسلم بن عقیلؑ کے نام خط لکھ کر کوفہ روانہ کیا تو، عراقی حدود کی سخت نگرانی کی وجہ سے قادسیہ کے مقام پر ابن زیاد کے پولیس چیف، حصین بن نمیر نے انہیں گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس کوفہ بھیج دیا۔

ابن زیاد نے حکم دیا کہ انہیں دارالامارہ کی چھت پر لے جایا جائے اور وہاں پر جا کر وہ سب لوگوں کے سامنے حسینؑ اور اس کے باپ علیؑ کو ــــ نعوذ باللہ ــــ ناسزا کہے، چنانچہ جب عبداللہ کو محل کی چھت پر لے جایا گیا تو انہوں نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

''لوگو! میں حسینؑ بن فاطمہؑ بنت رسول اللہ کا قاصد ہوں، لہٰذا تمہارا فرض بنتا ہے کہ ان کی مدد کیلئے جلدی کرو، اس مرجانہ کے بیٹے ابن زیاد ملعون کے خلاف اٹھ کھڑے ہو جاؤ''

ابن زیاد نے جب یہ کیفیت دیکھی تو اس نے حکم دیا کہ ''اسے چھت سے زمین پر گرا دیا جائے'' چنانچہ جب انہیں زمین پر گرایا گیا، تو ان کی ہڈی پسلیاں ٹوٹ گئیں، ابھی رمقِ جان باقی تھی کہ عبدالملک بن عمر نامی شخص نے آگے بڑھ کر تلوار سے ان کا سر قلم کر دیا، جب لوگوں نے اسے ایسا کرنے پر لعنت ملامت کی تو اس نے کہا: ''جب میں نے اسے سخت تنگی کی حالت میں دیکھا تو اسے اس مشکل سے چھٹکارہ دلانے کیلئے ایسا کیا ہے''

۱۵۔ القاع
(جمعرات ۲۴/ذی الحجہ ۶۰ھ)

______ (معجم البلدان جلد ۴ ص ۲۹۸) کے مطابق ''القاع'' مکہ معظمہ کی طرف جانے والے راستے میں ''منزلِ عقبہ'' کے بعد اور ''منزلِ زبالہ'' سے پہلے ہے۔

تاریخ طبری میں ابو مخنف سے نقل کیا گیا ہے کہ قبیلہ بنی عکرمہ کا ایک شخص ''لوزان'' راوی ہے کہ اس کا ایک رشتہ دار عمرو بن لوزان ___ یا عم لوزان ___ نے اس منزل پر سوال کیا کہ:

''____ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟____''

فرمایا: کوفہ !!

آپ کو خدا کا واسطہ آپ یہیں سے واپس چلے جائیں، کیوں کہ آپ جدھر کو جا رہے ہیں ادھر آپ کا استقبال نیزوں اور تلواروں سے کیا جانے والا ہے، جن لوگوں نے آپ کو خطوط روانہ کئے یا قاصد بھیجے ہیں وہی لوگ آپ کے خلاف جنگ کے اخراجات برداشت کر کے ہر طرح کی تیاری میں مصروف ہیں۔

آپ کا عزم و استقلال قابلِ تحسین ہے، لیکن جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے، ''مصلحت اس میں ہے کہ آپ کوفہ نہ جائیے !!''

فرمایا:

''یَا عَبْدَ اللّٰهِ ! لَیْسَ یَخْفٰی عَلَیَّ الرَّأْیُ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَایُغْلَبُ عَلٰی اَمْرِهٖ ، اِنَّهُمْ لَنْ یَّدَعُوْنِیْ

میقات ہے۔ یہاں پر آپ ۱۴/ ذی الحجہ بروز پیر پہنچے اور اسی جگہ پر بُشر بن غالب نے جو عراق سے آرہا تھا امام علیہ السلام سے ملاقات کی۔

ابن نما نے نقل کیا ہے کہ حضرت امام عالیمقام علیہ السلام نے اس سے عراق کے حالات دریافت کیے تو اس نے عرض کی:

"وہاں کے لوگوں کے دل آپ کے ساتھ مگر تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں" یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا:

"صَدَقَ اَخُوبَنِی اَسَد، اِنَّ اللّٰہَ یَفعَلُ مَا یَشَآءُ وَیَحکُمُ مَا یُرِیدُ" برادر اسدی نے سچ کہا ہے یقیناً خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اسی کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔

جبکہ (البدایۃ والنہایۃ جلد ۸ ص ۱۸۳، بحار الانوار جلد ۲۲ ص ۲۰۹ میں ہے کہ) اس موقع پر "ریاش" نے پوچھا آقا آپ نے ایسے موقع پر مکہ چھوڑ کر عراق کا سفر کیوں اختیار فرمایا ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

"اِنَّ ھٰؤُلَآءِ اَخَافُوْنِیْ وَھٰذِہٖ کُتُبُ اَھْلِ الْکُوفَۃِ وَھُمْ قَاتِلِی ، فَاِذَا فَعَلُوا ذَالِکَ وَلَمْ یَدْعُوا لِلّٰہِ مُحَرَّما اِلَّا انْتَھَکُوْہُ بَعَثَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مَن یَّقْتُلُھُمْ حَتّٰی یَکُوْنُوا اَذَلَّ مِنْ قَوْمِ الْاَمَۃِ"

بنی امیہ نے مجھے خوف میں مبتلا کر دیا ہے، اور ساتھ ہی یہ اہلِ کوفہ کے خطوط ہیں جواب میرے قتل کی ٹھانے ہوئے ہیں، اگر وہ ایسا کریں گے اور خدا کی مقرر کردہ حرمت کی ہتک کریں گے تو خداوند عالم ان پر ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو انہیں اس حد تک موت کے گھاٹ اتارے گا کہ قوم اَمَہ سے بھی زیادہ ذلیل و رسوا ہوں گے۔

۷۔ الحاجز ___ بطن الرُّمۃ ___
(منگل ۱۵/ ذی الحجہ ۶۰ھ)

(کتاب مراصد الاطلاع جلد ۲ ص ۶۳۴ میں ہے) کہ "بطن الرمۃ" مدینہ کے راستے پر واقع ہے اور یہاں سے بصرہ اور کوفہ کی راہیں جدا ہوتی ہیں۔

جبکہ (انساب الاشراف جلد ۳ ص ۱۶۷، طبری جلد ۷ ص ص ۲۸۹، البدایۃ والنہایۃ جلد ۸ ص ۱۶۸) میں مرقوم ہے کہ، اس منزل پر حضرت امام حسین علیہ السلام نے قیس بن مسہر صیداوی یا بقولے عبداللہ بن یقطر کو خط دے کر اہل کوفہ کی طرف

روانہ فرمایا، جبکہ بظاہر ابھی تک آپؑ کو جناب مسلم بن عقیل کی شہادت کی اطلاع نہیں ملی تھی، خط کا مضمون یہ تھا۔

''اَمَّا بَعْدُ ، فَقَدْ وَرَدَ عَلَيَّ كِتَابُ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيْلٍ يُخْبِرُنِيْ بِاجْتِمَاعِكُمْ عَلٰى نَصْرِنَا وَالطَّلَبِ بِحَقِّنَا ، فَسَأَلْتُ اللّٰهَ اَنْ يُحْسِنَ لَنَا الصُّنْعَ وَيُثِيْبَكُمْ عَلٰى ذَالِكَ اَعْظَمَ الْاَجْرِ ، وَقَدْ شَخَصْتُ اِلَيْكُمْ مِنْ مَّكَّةَ يَوْمَ الثُّلَثَآءِ لِثَمَانٍ مَّضَيْنَ مِنْ ذِى الْحِجَّةِ ،فَاِذَا قَدِمَ عَلَيْكُمْ رَسُوْلِيْ فَانْكَشِمُوْا فِيْ اَمْرِكُمْ فَاِنِّيْ قَادِمٌ فِيْ اَيَّامِي هٰذِهٖ''

بعد از حمد وثنا، میرے پاس مسلم بن عقیل کا خط پہنچا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ آپ لوگ ہماری نصرت کیلئے مجتمع اور ہمارے لئے ہمارا حق طلب کرنے کیلئے یکجا ہو چکے ہیں، میری اللہ تعالیٰ سے یہی دعا ہے کہ ہمارے لئے بہتری کے سامان مہیا کرے اور تمہیں اس بات پر عظیم اجر عطا فرمائے، خلاصۃ الاحوال یہ کہ میں مکہ معظمہ کو ۸/ذی الحجہ بروز منگل سے چھوڑ کر تمہاری طرف چل پڑا ہوں، جونہی میرا قاصد تمہارے پاس پہنچے تو تم فوراً ہی اپنے معاملات درست کر لو میں بھی انہی دنوں پہنچ رہا ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

قیس بن مسہر صیداوی کا ماجرا:

(کتاب الفتوح جلد ۵ ص ۱۴۷) میں ہے کہ، قیس بن مسہر بن خالد صیداوی کا تعلق ایک شریف خاندان سے تھا بذات خود غیور اور شجاع شخصیت کے مالک تھے آپ امام علیہ السلام کا خط لے کر فوراً کوفہ چل پڑے، جب قادسیہ پہنچے تو چونکہ ابن زیاد کی طرف سے ملک کے چاروں طرف جاسوس پھیلا دیئے گئے تھے لہٰذا اس مقام پر ابن زیاد کے جاسوسوں نے انہیں گرفتار کر کے ان کی تلاشی لی تو انہوں نے مجبوراً امامؑ کے خط کو پارہ پارہ کر دیا تا کہ کسی کو خط کے مضمون کا پتہ نہ چل سکے، چنانچہ ان لوگوں نے خط کے ٹکڑوں کو جمع کیا اور مسہر کو گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس کوفہ بھیج دیا۔

ابن زیاد نے ان سے پوچھا: ''تم کون ہو؟''

کہا: ''امیر المومنین حسین بن علیؑ کا ایک شیعہ ہوں''

پوچھا: تم نے خط کو کیوں پھاڑا؟

کہا: اس لئے کہ تم اس کے مضمون سے آگاہ نہ ہو سکو۔

پوچھا: خط کس نے لکھا اور کس کے نام تھا؟

کہا: خط تو حسین علیہ السلام نے کوفہ کے کچھ لوگوں کے نام لکھا تھا، جنہیں میں نہیں جانتا،

یہ سن کر ابن زیاد آگ بگولہ ہو گیا اور چیخ کر کہا:

"خدا کی قسم تمہیں اس وقت تک ہرگز نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ تم ان لوگوں کے نام نہیں بتاؤ گے، یا پھر منبر پر جا کر حسینؑ اور ان کے والد اور بھائی کو سب وشتم کرو، اس طرح تم بچ سکتے ہو ورنہ تلوار کے گھاٹ اتار دوں گا، قیس نے کہا: چونکہ میں ان افراد کے نام نہیں جانتا لہٰذا تمہاری دوسری شرط قبول ہے، ابن زیاد نے سمجھا کہ قیس موت سے ڈر گیا ہے اس لئے دوسری شرط کو قبول کر لیا، اس نے حکم دیا کہ تمام اہل کوفہ، شہر کی مسجد اعظم میں اکٹھے ہوں تا کہ امام حسین علیہ السلام کے قاصد قیس بن مسہر صیداوی کی زبانی بنی امیہ کی تعریف سنیں۔

سب لوگ مسجد میں جمع ہو گئے مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھر گئی اور قیس منبر پر آ گئے، سب سے پہلے انہوں نے اللہ جل شانہ کی تعریف کی اور حضرات محمد و آل محمدؐ پر درود بھیجا، اس کے بعد عبید اللہ، اس کے باپ زیاد اور تمام ارکان حکومت کے چھوٹے اور بڑے افراد پر رحمت سے دور رہنے کی دعا کے بعد بلند آواز سے کہا:

"لوگو! حضرت حسین بن علی علیہ السلام اللہ کی بہترین مخلوق اور حضرت رسول خدا (ص) کے نواسے اور فاطمۃ الزہراؑ کے لختِ جگر ہیں، میں انہی کا قاصد ہوں، میں اثناء راہ میں ان کا خط لے کر تمہارے پاس آیا ہوں تا کہ ان کا پیغام تم تک پہنچاؤں، لہٰذا تم ان کے پیغام پر لبیک کہو"

ابن زیاد کے نوکروں نے سارا ماجرا اس کو بتایا، چونکہ اس کا منصوبہ مکمل طور پر ناکام ہو چکا تھا، لہٰذا غصے میں پاگل ہو گیا اور چیخ کر کہا: "اسے دار الامارہ کی چھت پر لے جا کر زمین پر پھینک دو"

نوکروں نے اس کے فرمان پر عمل کیا اور اس مظلوم کو چھت پر سے نیچے گرا دیا، جس کی وجہ سے اس کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور وہ جامِ شہادت نوش کر کے راہی بہشتِ بریں ہوئے۔

چنانچہ جب مسہر کی خبر شہادت امام حسین علیہ السلام تک پہنچی تو آپ سخت غمگین ہوئے اور باچشم گریان فرمایا:

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا وَلِشِیْعَتِنَا مَنْزِلًا کَرِیْمًا عِنْدَکَ، وَاجْمَعْ بَیْنَنَا وَاِیَّاھُمْ فِیْ مُسْتَقَرِّ رَحْمَتِکَ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ"

بار الٰہا! تو اپنے پاس ہمارے اور ہمارے شیعوں کے لئے معزز جگہ قرار دے، اور اپنی رحمت کے جوار میں ہمیں اور انہیں جگہ عطا فرما، یقیناً تو ہر چیز پر قدرت کاملہ رکھتا ہے۔



مسیر حرکت امام حسین(ع)